مباہلہ کا حقیقی مفہوم اور طریق کار۔ منظور چنیوٹی کی ذلت اور رسوائی کی پیشگوئی

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ رنومبر ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے جو معاندین اور مکذبین کے سرداروں کو مباہلہ کا چیلنج دیا گیا تھا اس میں تقریباً ساڑے پانچ ماہ گزر چکے ہیں۔ اس عرصے میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر خیر وشر نے دونوں قسم کے نشانات ظاہر فرمائے۔ مباہلہ کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی تقدیر نے جو تعزیری کاروائی کی اور چوٹی کے دشمنوں کو جس رنگ میں پکڑا اس میں سے بعض مظاہر تو سب پر روشن ہیں واقف ہیں سب اور بعض ایسے ہیں جن کے متعلق عالمی طور پر جو خبریں موصول ہو رہی ہیں ان کا ریکارڈ جماعت میں تیار کیا جا رہا ہے اور انشاء اللہ مباہلہ کے سال کے اختتام پر اسے شائع کیا جائے گا۔

کچھ خیر کی خبریں یعنی خدا کی تقدیر خیر کی طرف سے ظاہر ہونے والے جو نشانات ہیں ان کے متعلق ہر ملک میں اللہ تعالیٰ ایسے فضل نازل فرما رہا ہے کہ اس ملک کے لوگ گواہ بنتے چلے جا رہے ہیں اور خصوصیت سے پاکستان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے دن بدن جماعت کے حالات پہلے سے بہتر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور ہر پہلو سے کثرت سے اللہ تعالیٰ رحمتیں اور برکتیں نازل فرما رہا ہے۔ چنانچہ مباہلہ سے پہلے کے زمانے اور مباہلہ کے بعد کے زمانے میں آپ ایک نمایاں فرق دیکھیں گے اور یہ فرق اتنا نمایاں ہے کہ اس کے نتیجے میں بعض دسیوں سال کے مرتد واپس جماعت میں آ رہے ہیں یعنی ان نشانات کو دیکھ کر اور وہ جن کے تعلق ٹوٹ گئے تھے وہ خط لکھ رہے ہیں اور معافیاں بھی

مانگ رہے ہیں، استغفار کر رہے ہیں۔ وہ جن کو جماعت احمدیہ سے بعض بدظنیاں پیدا ہو چکی تھیں بعض ان میں سے ضائع ہو گئے لیکن ان کی اولادیں واپس آنے لگی ہیں۔ چنانچہ کل کی ڈاک ہی میں بعض ایسے لوگوں کی اولاد کی طرف سے خطوط تھے کہ ہم نے جس شان سے خدا تعالیٰ کی طرف سے احمدیت کی صداقت کے نشانات ظاہر ہوتے دیکھے ہیں اب ہماری آپ سے یہ درخواست ہے کہ ہمارے والدین کے لئے دعائیں کریں، ہمارے چچوں کے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بھی آنکھیں کھولے اور جس صداقت کی راہ سے وہ بھٹک چکے ہیں انہیں واپس اس میں لے آئے۔

اس سلسلہ میں کچھ سوالات بھی موصول ہوتے رہتے ہیں معلوم ہوتا ہے بعض باتوں میں ابہام ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خطبہ میں ان سوالات کا ذکر کر کے ان کے جوابات دیئے جائیں کیونکہ ہر شخص اپنے دل میں پیدا ہونے والے سوالات یا ابہامات کا ذکر خط کے ذریعے نہیں کر سکتا اور ایک یا دو اشخاص کو جواب لکھنے سے باقی سب کے دل مطمئن نہیں ہو سکتے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ یہ چند جو سوالات عموماً دلوں میں پیدا ہو رہے ہیں اور بعض ابہامات ہیں جن کی وجہ سے جماعت بعض دفعہ مباہلہ کے مضمون کو سمجھے بغیر ایک ایسی روش اختیار کرتی ہے جو مباہلہ کے مضمون کے مطابق نہیں ہے۔ ان دونوں معاملات کو خوب کھول دوں تا کہ اس کی روشنی میں پھر بقیہ وقت ہم ابتہال کے ساتھ گزاریں اور دعائیں کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے مزید نشانات کے طالب رہیں۔

ایک سوال تو کثرت سے یہ کیا جاتا ہے کہ علماء نے جو بار بار اخبارات میں مختلف وقتوں میں، مختلف ملکوں میں یہ اعلانات شائع کروائے ہیں کہ ہم نے مباہلہ قبول کر لیا ہے۔ ان اعلانات کے نتیجے میں دو قسم کے سوال ابھرتے ہیں۔ اول یہ ہے کہ ان کا سرخیوں میں یہ لکھ دینا یعنی اخبارات کی سرخیوں میں یہ لکھ دینا کہ ہم نے قبول کر لیا ہے لیکن جب عبارت پڑھی جائے تو اس میں ایسی شرطیں داخل کر دینا کہ جن کے نتیجے میں ان کے لئے راہ فرار باقی رہے یعنی سارے دروازے بند کرنے کی بجائے ایک دروازہ بھاگنے کا کھلا چھوڑ دیتے ہیں تو ان کی کیا صورت ہوگی کیا ان کو خدا تعالیٰ کی تقدیر مباہلہ قبول کرنے والے گروہ میں شامل فرمائے گی یا دوسرے گروہ میں۔ اس سلسلہ میں پہلے بھی میں ایک دفعہ ذکر کر چکا ہوں مگر معلوم ہوتا ہے کہ وضاحت پوری نہیں ہوئی کیونکہ ابھی تک اس موضوع کے بعض خط بھی ملتے ہیں اور بعض باہر سے آنے والے ملاقات میں

بھی ذکر کرتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ کیا وہ سارے جن کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ انہوں نے مباہلہ کا چیلنج قبول کر لیا ہے ایک سال کے اندر اندر لازماً مر جائیں گے اور کسی ناگہانی موت یا ایسی بلا میں گرفتار ہو کر دنیا سے رخصت ہوں گے کہ واضح طور پر ان کی موت عبرت کا نشان بنے یا اور بھی کچھ ایسی صورتیں ہو سکتی ہیں جن کے نتیجے میں ان کا جھوٹا ہونا زائد ثابت ہو جائے۔

یہ جو دو بڑے سوال ہیں پہلے میں ان کے اوپر کچھ روشنی ڈالتا ہوں۔ میں نے جہاں تک مطالعہ کیا ہے ان اخبارات کی سرخیوں کا بھی اور تفاصیل کا بھی جو ان سرخیوں کے نیچے لگائی گئی ہیں۔ اکثر اور بھاری اکثریت، اکثر سے مراد ایسے لوگ ہیں جو بھاری اکثریت میں ہیں، وہ لازماً اوپر کچھ اور اعلان کرتے ہیں اور اندر جو تحریر ہے اعلان کے نیچے اس میں ہمیشہ راہ فرار اختیار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فلاں تاریخ تک فلاں جگہ پہنچ جائیں ورنہ ہم سمجھیں گے کہ آپ نے اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کر لیا ہے یا ورنہ ہم آپ کے جھوٹے ہونے کا جشن منائیں گے۔ ورنہ ہم اعلان کریں گے کہ وہ بھاگ گیا اور مرزائیت اور قادیانیت جھوٹی ثابت ہوگئی وغیرہ وغیرہ۔

ان لوگوں کے متعلق جیسا کے ظاہر ہے مضمون سے ایک بات بہر حال یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ یہ سنجیدہ نہیں ہیں۔ نہ صرف یہ کہ جھوٹے ہیں بلکہ سنجیدہ نہیں ہیں اور ان کو پتا ہی نہیں کہ ہم کر کیا رہے ہیں اور کہہ کیا رہے ہیں۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں جنہوں نے یہ لکھا ہے کہ اس دن ہم ڈھول ڈھمکّے کے ساتھ اتنے آدمی اکٹھے کریں گے اور پھر خوب جشن منائیں گے اور جلوس نکالیں گے کہ مرزائیت جھوٹی نکلی۔ چنانچہ ہندوستان کی بعض خبروں سے پتا چلتا ہے کہ واقعتہً وہاں ایسا بعض علاقوں میں کیا بھی گیا ہے اور اعلان ہو گیا ہے کہ ہم جیت گئے مباہلہ۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان کے دماغ میں مباہلہ اور دنگل یہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں جس طرح دنگل اور میلوں میں مقابلے ہوتے ہیں دو پہلوان لڑتے ہیں اس طرح کی بات ہے۔ ہمارے پہلوان میدان میں نکل آئے ان کے نہیں آئے اس لئے ان کی شکست کا اعلان ہو۔ ان کو کوئی تصور نہیں ہے کہ مباہلہ حقیقت میں ہے کیا؟ ایک تو یہ نتیجہ نکلتا ہے لیکن جب آپ مزید غور کریں تو پھر یہ نتیجہ بھی درست دکھائی نہیں دیتا کیونکہ ان میں سے اکثر وہ ہیں جو علمائے دین کہلاتے ہیں اور علمائے دین ہونے کی حیثیت سے یہ سوچا نہیں جا سکتا کہ ان

کو مباہلہ اور میلے اور دنگل کا فرق معلوم نہ ہو۔ پھر یہ حرکتیں کیا ظاہر کرتی ہیں۔ میرے نزدیک یہ حرکتیں ان کی جہالت سے زیادہ ان کی نفس کی بغاوت اور دھوکے پر دال ہیں۔ یہ ظاہر کرتی ہیں کہ لوگ دنیا کو دھوکے دینے والے اور خدا کی تقدیر سے بغاوت کرنے والے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ تقدیر مباہلہ جو ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس دنیا میں جس کی اکثریت ہے، جس کا زور ہے اسی کا مباہلہ چلے گا اور اسی کی طاقت کے مظاہرے دراصل یہ فیصلہ کریں گے کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔

پس یہ ہے ان کا حقیقی تصور۔ اس سلسلے میں میں نے پہلے بھی جماعت کو نصیحت کی تھی اب پھر یہی کرتا ہوں کہ ان لوگوں سے معاملے میں دو قسم کی باتیں ظاہر ہو سکتی ہیں اس کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالیں اور اس کے مطابق خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں۔ ایک یہ کہ ایسے لوگ خدا کے نزدیک ایسے شریر ہوں اور ان کی شرارت کا اثر اتنا وسیع ہو چکا ہو علاقے میں کہ اس سے خطرہ ہو کہ سچ اور جھوٹ میں ابہام پیدا ہو جائے گا اور مباہلے کا جو اصل مقصد ہے وہ ضائع ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں میں یہ ایمان رکھتا ہوں کہ خدا کی تقدیر لازماً ان کی ذلت اور رسوائی کے سامان کرے گی اور خواہ یہ مباہلے سے بھاگنے کی لاکھ کوششیں کریں خدا تعالیٰ ان کا انجام سچوں جیسا نہیں بنائے گا اور سچوں اور جھوٹوں کے انجام میں ایک نمایاں فرق کر کے دکھائے گا۔

پس اس پہلو سے جماعت کو دعائیں کرنی چاہئے کہ اے خدا! گرچہ قانونی اور رسمی لحاظ سے انہوں نے مباہلہ کو قبول نہیں کیا لیکن تو اپنی اس غیرت کے نتیجے میں جو سچوں سے رکھتا ہے اور اس کراہت کے نتیجے میں جو جھوٹوں اور دھوکے بازوں سے رکھتا ہے ایسے نشان ظاہر فرما کہ جس کے نتیجے میں اس علاقے کے لوگ گمراہ ہونے کی بجائے ہدایت پا جائیں اور زور آخری حصے پر ہونا چاہئے یعنی ہدایت پر۔ جس خطبہ میں میں نے جنرل ضیاء الحق صاحب کو آخری تنبیہ کی تھی اور بتایا تھا کہ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ تم خدا کی تقدیر کی پکڑ سے اب بچ نہیں سکتے اس میں میں نے یہ بات بھی واضح کی تھی کہ جماعت یہ دعائیں نہ کرے کہ دشمن ذلیل و رسوا ہو اور حیرت انگیز نشان ظاہر ہوں بلکہ یہ دعا کرے کہ ایسے نشان ظاہر ہوں جن کے نتیجے میں معاندین کو ہدایت نصیب ہو سکے یا معاندین کو نہیں اگر انہوں نے پکڑے جانا ہے تو ان کو جو ان کے زیر اثر ہیں یعنی عوام الناس جو اکثر صورتوں میں لاعلم

ہوتے ہیں۔ان بیچاروں کو کچھ بھی نہیں پتا کہ یہ کیا کھیل ہو رہا ہے۔وہ تماش بین کے طور پر یا سابق میں ان کے دلوں میں جو نفرتیں بٹھائی گئی ہیں ان سے متاثر ہو کر ایسے میدانوں میں چلے آتے ہیں جو مباہلہ کے میدان بتائے جاتے ہیں اور پھر اپنے علماء کے پیچھے لگ کر بغیر جانے ہوئے کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں اور کیا کر رہے ہیں ان کی ہاں ہاں میں ملاتے،ان کی لعنة الله کے ساتھ اپنی لعنة الله ڈالتے۔یہ لوگ بیچارے اکثر لاعلم ہیں اور ایسے طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں جو ویسے ہی بیچارہ غریب اور مظلوم اور فلاکت زدہ طبقہ ہے۔کم ہیں ان میں جو زیادہ خوشحال اور تعلیم یافتہ طبقوں سے تعلق رکھتے ہوں۔تو ان لوگوں کے زور اور قوت پر یہ علماء ضرور شہرت حاصل کرتے ہیں جن کا میں ذکر کر رہا ہوں یا بذات خود میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ قابل نفرت نہیں بلکہ قابل رحم ہیں۔اگر چہ علماء خود کبھی بھی ایسے مقابلوں میں باہر نہیں نکلتے جہاں ان کو اپنی جان یا عزت کے خطرے ہوں۔اس لئے جب وہ نکلتے ہیں تو انہی عوام الناس کے زور اور انہی کے بل بوتے پر باہر نکلتے ہیں اور ہمیشہ پھر انہی کو آگے کیا کرتے ہیں۔تو دنیا کی مصیبتوں میں بھی انہی کی چھاتیاں ہوتی ہیں جو گولیاں کھائیں اور طرح طرح کی اذیتیں برداشت کریں اور روحانی مقابلوں میں بھی یہی بیچارے ہیں جن کو دھوکا دے کر پھر مار کھانے کے لئے آگے کر دیا جاتا ہے۔

اس کے محرکات کے متعلق اور کیوں ایسا ہوتا ہے میں ایک پہلے خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں اسکی تفصیل کی دوبارہ ضرورت نہیں مگر یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کے ہاں ناانصافی نہیں ہے۔ خدا کی تقدیر انصاف پر مبنی کام کرتی ہے۔اس لئے یہاں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ بھی کہا جائے یہ لوگ مظلوم ہیں اور لاعلم ہیں۔اس لئے ان کے ساتھ رحم کا اور شفقت کا سلوک ہونا چاہئے اور اپنی دعا میں تاکیداً اس التجا کو شامل کرنا چاہئے کہ اے خدا! اگر چہ ان عوام الناس کے ذریعے تکذیب کی زبان چلی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت کے خلاف گند بکا گیا ہے مگر ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ ان کے سرداروں کو تو عبرت کا نشان بنا ان پر رحم فرما اور ان کو دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچا اور نجات بخش اور ہدایت دے کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہی لوگ ہیں کہ جب وہ ہدایت پا جاتے ہیں تو پھر دین کی راہ میں قربانیوں میں بھی سب سے پیش پیش رہتے ہیں اور جماعت کو سب دنیا میں کام کرنا ہے اور بڑی کثرت سے ایسے قربانی کرنے والوں کی ضرورت ہے۔قربانی کے چند

میدان سر ہوئے اور چند سر ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی ایسے میدان سامنے آنے والے ہیں اور یہ ناممکن ہے کہ ایک الٰہی جماعت اپنے تقویٰ کی حالت میں سفر کر رہی ہو اور ابتلاؤں کے میدان سے اس کا گزر نہ ہو۔اس لئے جب تک جماعت کا تقویٰ زندہ ہے اور خدا کی تقدیر ہمیں تزکیہ کی راہوں پر آگے بڑھانا چاہتی ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ابتلا کے میدان سر کرنے کے بعد پھر اور بھی ابتلا کے میدان سامنے آنے والے ہیں۔ایک ملک میں بعض مہمات آپ سر کریں گے تو بعض دوسرے ملکوں میں ویسی ہی مہمات سامنے آ کھڑی ہوں گی۔

اس لئے جماعت احمدیہ کو کثرت سے ابھی ایسے قربانی کرنے والے طبقات کی ضرورت ہے جو تاریخی لحاظ سے ثابت ہے کہ ہمیشہ قربانی میں آگے آگے رہے ہیں اور عواقب سے بے خبر ہو کر انہوں نے اپنا سب کچھ اس راہ میں جھونک دیا ہے جس کو وہ سچ سمجھتے ہیں۔تو جماعت کو تعداد کے لحاظ سے بھی بہت ضرورت ہے۔اس لئے اس مباہلے کے نشان کو محض اس حد تک محدود نہ رکھیں کہ آپ کے دکھے ہوئے جلے کٹے دل مطمئن ہو جائیں اور خدا کے ایسے نشان ظاہر ہوں کے آپ کو تسکین ملے بلکہ اس مضمون کو آگے بڑھائیں اور اپنی توقعات کو بلند تر کریں اور اللہ تعالیٰ سے یہ التجا کریں کہ ہمارے دلوں کا سچا اطمینان تو تیری سچائی کے پھیلنے میں ہے اور تیرے نور کے کل عالم میں عام ہو جانے میں ہے۔اس لئے احمدیت کی صداقت کی جو صبح تو روشن فرمانے لگا ہے اور فرما رہا ہے اس کے افق کو محدود نہ رکھ،اس کی روشنی صرف ہمارے دل پر نہ پڑے بلکہ کل عالم کے دلوں پر پڑے،صرف ہم ہی اپنی غفلتوں سے بیدار نہ ہوں بلکہ کل عالم میں ایک صبح کا سمندر پیدا ہو جائے اور کثرت سے لوگ بیدار ہوں اور اس روشنی کو دیکھیں اور اس دن سے فائدہ اٹھائیں۔اس لئے جو بقیہ دن ہیں خصوصیت سے یہ دعائیں کریں۔میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کثرت سے آسمان سے فضل کی بارشیں نازل ہوں گی کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

دوسرا حصہ ہے ان علماء کے متعلق کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے وہاں اس علاقے میں جہاں یہ اس قسم کے اعلان کرتے ہیں۔اس کے متعلق میں نے کچھ چھوٹے چھوٹے مضامین اشتہارات کی شکل میں تجویز کئے ہیں جو جماعتوں کو بھجوائے جا رہے ہیں کہ عوام الناس کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے فوری طور پر اس قسم کے مضامین شائع کر دینے چاہئیں اور بتا دینا چاہئے کہ مباہلے کی

اصل حقیقت یہ ہے اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کیا یہ لوگ ضرور مارے جائیں گے اس کے متعلق میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ جو مباہلے کا اعلان میں نے کیا تھا اس کو اگر آپ پڑھیں تو اس میں صرف موت کو نشان کے طور پر طلب نہیں کیا گیا بلکہ واضح طور پر یہ التجا موجود ہے کہ خدا تعالیٰ پھر ایسے آسمانی نشان دکھائے کہ جو جھوٹا فریق ہے اس کا ذلیل ہونا، اس کا جھوٹا ہونا، اس کا رسوا ہونا سب دنیا پر کھل جائے اور اس کے لئے خدا کی تقدیر کئی رنگ میں کام کرتی ہے۔ پس ضروری نہیں ہے کہ مباہلے میں فریق ثانی یعنی دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ ایک سال کے اندر اندر ہلاک ہو مگر یہ ضروری ہے کہ اگر مباہلہ سنجیدگی کے ساتھ شرائط کو پورا کرتے ہوئے قبول کیا جائے تو جو جھوٹا فریق ہے اسے لازماً ذلیل ہونا ہوگا، رسوا ہونا گا، ناکام ہونا ہوگا اور دنیا دیکھے گی کہ واقعۃً خدا کی تقدیر شر اس کے متعلق پوری ہوئی ہے اور جہاں تک سچے فریق کا تعلق ہے اس کے حالات بھی مشتبہ بھی نہیں رہ سکتے۔ اس کے حق میں لازماً خدا تعالیٰ کی تقدیر خیر اس طرح کھل کر روشن ہوگی کہ دیکھنے والے دیکھیں۔

پس دیکھنے والے دیکھتے تو ہیں اور دیکھیں گے لیکن روحانی دنیا میں دیکھنے کی آنکھیں مختلف ہوا کرتی ہیں۔ بعض سطحی طور پر دیکھتے ہیں اور اس کے باوجود ان کے دل میں بات ڈوبتی نہیں ہے۔ ان کے ادراک کی قوت کمزور ہو چکی ہوتی ہے۔ بعض لوگ آنکھوں کے اندھے ہوتے ہیں، بعض دماغ کے اندھے ہوتے ہیں اور دنیاوی لحاظ سے بھی آپ یہ فرق دیکھیں گے۔ بعض لوگوں کی آنکھوں میں کوئی قصور نہیں ہوا کرتا اور ایک آنکھوں کا ماہر جب ان کا معائنہ کرتا ہے تو آنکھوں کو اور اس سے پیچھے جو اعصاب کے دھاگے آنکھ کے پیغام کو دماغ تک پہنچانے والے ہیں ان کو بھی درست پائے گا لیکن اگر دماغ پاگل ہو گیا ہو تو اسے کچھ کا کچھ دکھائی دینے لگتا ہے۔ یعنی سامنے اور آدمی موجود ہے آنکھ صحیح پیغام بھیج رہی ہے مگر پاگل دماغ ان پیغامات کا ترجمہ اور کر رہا ہے۔

اس لئے روحانی دنیا میں جن اندھوں کا ذکر ملتا ہے وہ آنکھ کے اندھے نہیں ہوتے دراصل دماغ کے اندھے ہوتے ہیں۔ وہی باتیں مومن بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں اور ان کا ایمان بڑھ رہا ہوتا ہے، ان کو روز روشن کی طرح دکھائی دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر سچوں کی تائید میں ظاہر ہو رہی ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بڑی کثرت سے جماعت کی طرف سے ایسے خطوط ملتے ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ جن کے ایمان پہلے مضبوط تھے وہ مضبوط تر ہو گئے، جن کے کمزور تھے وہ مضبوط ہو

گئے یعنی طبقات بدل رہے ہیں اور نچلے طبقے کے احمدی اوپر کے طبقے کے احمدیوں میں داخل ہو رہے ہیں اور یہ ایک عام عالمی مضمون ہے جس کا کسی ایک ملک سے تعلق نہیں۔ تمام ملکوں میں یہی کیفیت ہے۔ نئی نسلوں کے اندر خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کا ایک نیا شعور پیدا ہو رہا ہے اس سے وابستگی میں وہ پہلے سے زیادہ ترقی کر رہے ہیں۔

تو یہ حالات تو سب دنیا کر نظر آرہے ہیں یعنی دیکھنے والی دنیا کو لیکن دیکھنے والی دنیا میں سے صرف دو قسم کے لوگ ہیں: کچھ دماغ کے بصیرت رکھنے والے، بعض دماغ کے اندھے بیچارے۔ جو دماغ کے اندھے ہیں وہ دیکھتے ہیں اور طیش کھاتے ہیں، ان کو غصہ آجاتا ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور وہ سوچتے ہیں کہ ان کی اچھی حالت کو کسی طرح بری حالت میں تبدیل کیا جائے۔ اس سے زیادہ ان کو کوکچھ سمجھ نہیں آتی۔ تو یہ بھی دعا کرنی چاہئے کہ اے خدا! ان دماغ کے اندھوں کو بصیرت تو عطا کر۔ اس کے بغیر جو چیز ہم دیکھ رہے ہیں یہ بھی دیکھیں گے لیکن ان کو سمجھ نہیں آئے گی۔

وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ (الانعام: ۱۱۰) قرآن کریم فرماتا ہے اے سوال کرنے والو! جو نشان مانگ رہے ہو تمہیں کس طرح سمجھایا جائے کہ جب خدا کے نشان ظاہر ہوں گے تو تم نہیں ایمان لاؤ گے، تمہیں نہیں سمجھ آئے گی کہ کیا ہو گیا ہے۔

پس جب تک بیماری کے دور کرنے کی دعا نہ مانگی جائے محض نشان طلب کرنا کافی نہیں ہے تو اس دعا میں ترقی کریں اور کثرت سے یہ دعائیں کریں تا کہ اللہ تعالیٰ اس کو محض ایک تماشا کی کھیل نہ بنادے بلکہ واقعۃً کثرت کے ساتھ جماعت احمدیہ کو اس مباہلے کے نتیجہ میں فوائد عطا ہوں۔

پاکستان میں جو حالات ظاہر ہو رہے ہیں ان میں ابھی دعا کی بہت ضرورت ہے لیکن ایک بات تو قطعی طور پر روشن ہو چکی ہے کہ بڑے بڑے جگادری مولوی جو جماعت کی تکذیب میں اور مباہلے کی تضحیک میں پیش پیش تھے ان کے سیاسی لحاظ سے سر کاٹے گئے ہیں اور بری طرح مختلف میدانوں میں پچھاڑ کھا کھا کے گرے ہیں اور ایسی عام تذلیل ہوئی ہے کہ بعض اخباروں نے لکھا ہے کہ یہ تو لگتا ہے کوئی معجزہ ہوا ہے، کوئی حیرت انگیز بات ہے، نارمل بات نہیں ہے اور شکست کھانے والے خود کہہ رہے ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں سمجھ آرہی کہ یہ کیا ہوا ہے، توقعات کے خلاف بات ہو رہی ہے۔ بعض صاحبوں نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مدمقابل کے حق میں

فرشتوں نے ووٹ ڈالے ہیں۔اب یہ باتیں وہ خود منہ سے کہہ رہے ہیں لیکن چونکہ دماغ پاگل ہے وہ یہ سمجھیں گے ہی نہیں کہ یہ کیوں ہو رہا ہے۔اسی لئے میں زور دیتا ہوں کہ دماغوں کی اصلاح کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اندرونی بصیرت عطا فرمائے ورنہ خالی بصارت کوئی چیز نہیں ہے۔آنکھ کی بصارت کوئی چیز نہیں جب تک نفس اور عقل کی بصیرت عطا نہ ہو۔

یہ جو مضمون ہے کہ ہمارے حق میں تقدیر خیر ظاہر ہوگی اور دشمن کے حق میں تقدیر شر ظاہر ہوگی یہ بالعموم تو بہر حال ہونا ہی ہونا ہے اور بڑھتا چلا جائے گا لیکن اس کے سوا میں سمجھتا ہوں کہ عوام الناس کو اطمینان نہیں ہوتا جب تک کچھ لوگ ظاہری طور پر، جسمانی طور پر بھی خدا کی طرف سے نازل ہونے والے عذاب میں مبتلا نہ ہوں اور جانچنے کے ان کے اپنے مختلف پیمانے ہیں اس بات کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے کہ خدا تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بھاری کثرت ایسے بندوں کی بھی ہے جو معنوی نشانات کو دیکھنے اور سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ باریک تر روحانی نشانات کو دیکھنے اور سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتی۔لیکن جو ظاہری ٹھوس کھلے کھلے نشان ایسے ہیں جو مادی حیثیت سے پیش کئے جاسکیں وہ سمجھنے کی نسبتاً زیادہ اہلیت رکھتے ہیں وہ بندے۔

اس لئے یہ بھی دعا ضرور کرنی چاہئے اے خدا! تیرے ہر قسم کے بندے ہیں تو ان کا حال ہم سے بہتر جانتا ہے لیکن ہمارا تجربہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ بعض لوگ کورمغز ہوتے ہیں ان بیچاروں کو یہ باریک اور لطیف اور عظیم الشان نشان بھی ہوں تب بھی اس نوعیت کے نشان دکھائی نہیں دیتے۔جماعت کی دنیا میں جتنی مرضی ترقی ہو جائے وہ سمجھیں گے مباہلہ پورا نہیں ہوا جب تک کوئی ان کا بڑا مولوی واقعۃً میدان میں پچھاڑ کھا کر نہ گرے اور اس طرح خدا کی پکڑ کا شکار نہ ہو کہ دنیا دیکھے اور کہے ہاں اس کو ریزہ ریزہ کر دیا گیا ہے یا ایسی ذلت کی مار پڑی ہے کہ ہر کس و ناکس اسے دیکھ کے استغفار کرے اور توبہ کرے۔

تو بعض صورتوں میں ایسے نشان بھی ہمیں مانگنے چاہئیں اور مانگنے پڑیں گے ورنہ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر ان میں سے کچھ لوگ ویسے بچ گئے اور عام ہی ذلت کا شکار رہے تو بعد میں انہوں نے کہہ دینا ہے کہ دیکھو جماعت جھوٹی ہے ہم ابھی بھی زندہ ہیں ہمیں کچھ نہیں ہوا۔خواہ کیسی ذلت کی حالت میں زندہ ہوں، خواہ کیسی کیسی دل پر چوٹیں پڑ چکی ہوں اس وقت تک اور ایک قسم کی جہنم میں سے گزر کے آئے ہوں کہ خدا تعالیٰ ہم سے تو رحمت کا سلوک کر رہا ہے اور ان کی ہر امید پر پانی پھرتا

چلا جارہا ہے۔ان کا دل اپنی اندرونی جہنم سے واقف ہوتا ہے مگر ڈھیٹ اتنے ہوتے ہیں کہ جب وہ وقت گزر جائے گا تو پھر یہ بغلیں بجائیں گے اور کہیں گے دیکھو دیکھو ہم ابھی بھی زندہ ہیں ہمیں مار کے دکھاؤ۔

وہ بھی ایک دور آئے گا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں پھر ایسے لوگ دوبارہ پکڑے جائیں گے لیکن ہمیں پھر بھی یہ دعا کرنی چاہئے کہ عامۃ الناس کے لئے اور احمدیوں میں سے بھی بعض نسبتاً کم تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے خدا تعالیٰ ایسے نشان بھی ظاہر فرمائے کہ ان کو دیکھنے کے بعد پھر ان کے لئے انکار کا کوئی چارہ نہ رہے اور ضد کریں تو کریں لیکن دنیا یہ کہہ سکتی ہو کہ ہاں ان کی ضد جھوٹی ہے اور یہ بالکل بکواس ہے ان کے پاس کچھ بھی نہیں۔اس قسم کے نشانات کا بھی سب دنیا میں ظاہر ہونا ضروری ہے کیونکہ اب یہ مباہلہ سب دنیا میں عام ہو گیا ہے اور جہاں جہاں احمدیت پہنچی ہے وہاں کثرت کے ساتھ اس مضمون کو احمدیوں نے پھیلایا ہے اور اپنوں، غیروں، مسلمانوں، غیر مسلموں سب نے اس مضمون کو عام کیا ہے۔اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ دعا کے لئے توجہ دلاؤں کہ اس بات کو بھی پہلی دعاؤں کے علاوہ اپنی دعاؤں میں خصوصیت سے شامل رکھیں۔

بعض لوگ ایسے ہیں جو من جملہ مباہلے کو قبول کرنے کا اعلان بھی کر رہے ہیں۔چند ایسے آدمی ہیں اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو بالکل غیر معروف بیچارے کوئی تاجر ہے، کوئی مقامی طور پر زمیندار ہے، مولویوں کی باتیں سن کر متاثر ہوئے ہوئے ہیں۔چونکہ نفس میں اندرونی طور پر اپنی بات میں مخلص ضرور ہیں اس لئے جرأت کر کے میدان میں چھلانگ لگا دی ہے لیکن لاعلم ہیں ان کو پتا نہیں ہے ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ایسے لوگوں کے ساتھ کیا ہوگا اور ہمیں کیا کرنا چاہئے اس کے متعلق میں بعض باتیں جماعت کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں۔

اول تو آپ مباہلہ کی تحریر دوبارہ پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ مباہلہ کا چیلنج ہر مسلمان کو نہیں ہے، ہر انکار کرنے والے کو نہیں ہے بلکہ مکفر، مکذب جو اپنی بدتمیزی میں اور افترا پردازی میں حد سے بڑھ چکے ہیں ان کے رہنماؤں کو ہے اور قرآن کریم سے بھی یہی مضمون واضح ہے کہ مباہلہ ہر فرد بشر کو نہیں دیا جاتا، مباہلے کا چیلنج سربراہوں کو دیا جاتا ہے، بڑے بڑے لیڈروں کو دیا جاتا ہے تا کہ قوم اس سے عبرت پکڑے۔اس لئے خدا کی تقدیر کو اس قسم کا تماشا نہ

بنائیں کہ گویا خدا کی تقدیر کی نکیل لوگوں کے ہاتھ میں آگئی ہے جس طرف مرضی اس اونٹ کو لے کے چل پڑیں وہ ادھر ہی چلے گا۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کبھی بھی انسانوں کے تابع نہیں ہوا کرتی۔ اپنے مخلص بندوں کے حق میں شفقت کے طور پر نرمی دکھاتی ہے اور آسمان سے نیچے اترتی ہے لیکن یہ کہنا کہ کوئی ایسا قانون ٹھوس بن جائے جیسے Thumb Rule ہوتا ہے کہ جدھر انگوٹھا دکھایا ادھر کو رخ چل پڑے گا یہ بات درست نہیں ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔

اول یہ کہ مباہلہ کرنے والا جو موقع پر موجود ہو اس کے اپنے نفس، اس کی دل کی کیفیت بھی مباہلے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ وہ غریب ہو، ان پڑھ ہو جو بھی ہو اگر اس کے دل میں تقویٰ کا معیار بلند ہے اور اس کے دل پر مخالف کی طرف سے کوئی ایسی چوٹ پڑی ہے کہ بے اختیار اس کی ایسی آہ دل سے نکلی ہے جو لازماً آسمان تک پہنچا کرتی ہے۔ تو پھر ایسی صورت میں خواہ کوئی فرد قوم کا رہنما ہو یا نہ ہو جو ایسے شخص کے، خدا کے غریب بندوں کے مقابل پر آتا ہے وہ ضرور رسوا اور ذلیل کیا جاتا ہے اور ضرور ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا ہے۔ ایسے واقعات ہو بھی رہے ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس کی تفصیل انشاء اللہ محفوظ کی جارہی ہے اور جماعت کے سامنے اور باقی دنیا کے سامنے بھی رکھی جائے گی پورے پتے دے کر، واقعات کی تفصیل بیان کر کے، گواہوں کے ساتھ انشاء اللہ یہ ساری باتیں شائع کی جائیں گی۔

تو ایسا ہو جاتا ہے لیکن یہ کہہ دینا کہ ہر جگہ جہاں کوئی شخص سمجھے یا نہ سمجھے تفاصیل سے آگاہ ہو یا نہ آگاہ ہو آنکھیں بند کر کے چھلانگ لگا دے کہ اچھا میں نے مباہلہ مان لیا ہے مجھے ایک سال کے اندر مار کے دکھاؤ اور آپ بے چین ہو ہو کر دعائیں کریں کہ اے خدا! اس کو مار دے ورنہ ہم گئے یہ بچپن ہے۔ اس قسم کی طبیعت میں ہیجان کا پیدا کر کے ان سنجیدہ معاملات سے نبٹا نہیں جایا کرتا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص ایسی بات کرتا ہے اس پر اول تو یہ بات کھولنی چاہئے کہ اس طرح تو خدا تعالیٰ نے آج تک کبھی ظاہر نہیں کیا کہ ہر فرد کے ہاتھ میں خدا تعالیٰ کی تقدیر ہو اور وہ اعلان کرتا پھرے، جس پہ چاہے موت پھینکتا پھرے ایسا نہیں ہوگا۔ کئی باتیں ہیں۔ بعض دفعہ اندرونی طور پر ایک شخص کے اندر بہت تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور اس تبدیلی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرما دیتا ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ اعلان نہیں ہوا ہوتا۔

چنانچہ آتھم کے معاملے میں یہی ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی بد زبانیوں کے نتیجے میں جو آنحضرت ﷺ کے خلاف تھیں خدا تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو خبر ملی کہ یہ ایک سال کے اندر اندر ہاویہ میں گرایا جائے گا یا پندرہ ماہ کی مدت میں ہاویہ میں گرایا جائے گا اور وہ اندرونی طور ایک خوفناک قسم کے روحانی عذاب میں مبتلا رہا لیکن اس کی ظاہری علامت کوئی ایسی نہیں تھی جس سے دنیا بھی دیکھ سکتی۔ چنانچہ اس وقت تک تو اس نے کوئی زبان نہ کھولی لیکن جب سال گزر گیا تو اس کے حواریوں نے خصوصیت کے ساتھ یہ اعلان کرنا شروع کیا کہ پندرہ ماہ کی مدت گزر گئی اور دیکھو مرزا صاحب جھوٹے نکلے اور کچھ بھی نہیں ہوا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً یہ لکھا کہ اس سے پوچھو اور یہ اب حلف اٹھا دے کہ واقعۃً میں پندرہ ماہ کی مدت ہاویہ میں نہیں گرا رہا، ایک شدید روحانی عذاب میں مبتلا نہیں رہا تو پھر اگر یہ ایک سال کے اندر اندر ہلاک نہ ہو چاہے پھر معافی مانگے یا نہ مانگے پھر کوئی شرط نہیں ہے۔ پھر یہ تقدیر مبرم ہو جائے گی خدا کی کہ لازماً یہ ہلاک ہوگا اگر ایسا نہ ہو تو پھر میں جھوٹا۔ جب اس کے باوجود اس نے یہ قسم نہ کھائی اور نہ اقرار کیا نہ انکار کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر لکھا کہ دیکھو! تم دنیا کو دھوکے میں ڈال رہے ہو۔ تمہیں پتا ہے کہ تم ہاویہ میں گرائے گئے تھے اور تم اس بات کی تصدیق نہیں کر رہے۔ اس لئے میری دعا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ تم پر اب ظاہر ہو تا کہ دنیا کے لئے کوئی اشتباہ کی راہ باقی نہ رہے۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا اس مدت کے اندر اندر وہ ہلاک ہو گیا۔

تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کئی طرح سے کام کرتی ہے۔ کئی امور پر نظر رکھتی ہے۔ بعض مباہلے کے چیلنج دینے والے ایک دم آنکھیں بند کر کے میدان میں چھلانگ لگا دیتے ہیں اور بیچارے ہوتے معصوم ہیں ویسے۔ ایسے ہی ایک صاحب سے میرا واسطہ پڑا ماریشس میں۔ وہاں کسی بڑے مولوی نے مباہلہ قبول نہیں کیا اور ایک صاحب مولوی نہیں ہیں عام آدمی ہیں بیچارے ویسے تعلیم یافتہ ہیں لیکن مذہبی جوش رکھتے ہیں۔ انہوں نے مسجد میں آ کر اعلان کر دیا، ہماری مسجد میں کہ میں مباہلہ قبول کرتا ہوں کوئی شرط نہیں ہے، بالکل منظور ہے۔ ان کی اس طریق سے میں سمجھا کہ شریف آدمی ہے بیچارہ اور دھوکے میں نہ مارا جائے میں نے جماعت کو کہا کہ آپ ان کو یہ میری طرف سے پیغام دے دیں کہ اگر انہوں نے اصرار کیا تو پھر میں تسلیم کر لوں گا، میں کوئی اس سے فرار نہیں کر رہا میں تو

خود چیلنج دے چکا ہوں لیکن مجھے لگتا ہے وہ آدمی شریف ہے، ناسمجھ ہے۔ آپ پہلے کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب حقیقۃ الوحی جس کا ذکر ملتا ہے اس کو پڑھ لیں اور لٹریچر کا مطالعہ کرلیں، کچھ سوال پوچھنے ہیں تو آجائیں مسجد میں۔ چنانچہ یہ پیغام ان کو مل گیا۔ ایک شام کو مغرب کے بعد سوال و جواب کی مجلس میں ایک صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے پے درپے سوال کرنے شروع کئے اور جماعت کے بعض دوستوں نے ان کو بٹھانے کی بھی کوشش کی میں نے کہا نہیں بالکل نہیں بٹھانا آپ ان کو بولنے دیں۔ چنانچہ رفتہ رفتہ وہ سوالات کے جواب سے مطمئن ہونے لگ گئے اور پھر کھڑے ہو کر یہ کہنے لگ گئے کہ ان لوگوں کو نہیں یہ جواب آتے میں تو ان سے پوچھا کرتا تھا یہ مجھے جواب ہی نہیں دیتے تھے۔ آپ کے مربی نے یہ نہیں کیا، آپ کے فلاں نے یہ جواب دے دیا، غلط جواب دے دیا۔، یہ جواب مجھے دیا میں نے کہا ٹھیک ہے یہ غلط ہے۔ کہا دیکھا میں سچا تھا یہ غلط نکلے اور بڑی بڑی دلچسپ باتیں شروع کر دیں اور ساری تفصیل سے اپنے گزشتہ تعلقات کا ذکر کیا۔ اتنے میں مجھے یہ چٹ موصول ہوئی کہ یہ صاحب وہی ہیں جنہوں نے مباہلے کا چیلنج منظور کرلیا تھا اور حالت یہ ہوئی کہ کچھ دیر کے بعد دور سے اجازت لی کہ میں قریب نہ آکر بیٹھ جاؤں میں نے کہاں ہاں ضرور تشریف لائیں اور ہر بات کی تائید کر دی اور مباہلہ کا جو چیلنج تھا اس کا تو کوئی وہم اور خواب وخیال بھی ان کے دماغ میں باقی نہیں رہا۔ پھر مجھ سے یہ وعدہ بھی لیا کہ میں خط لکھوں گا تو آپ مجھے جواب دیا کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں تک میرا علم ہے وہ احمدیت کے بہت ہی قریب آچکے تھے ایک ہی رات کی مجلس میں اور پھر دوسری رات بھی اپنے بعض دوسرے دوستوں کو ساتھ لائے اور تمام وقت بڑے ادب کے ساتھ اور خاموشی کے ساتھ انہوں نے مجلس میں شمولیت کی اور چونکہ پہلے دن کافی سوال کر چکے دوسرے دن پھر سوال نہیں کئے۔

تو ایسے بھی لوگ ہیں کوئی فجی میں پیدا ہو رہا ہے، کوئی دنیا کے کسی کونے میں، کوئی انڈونیشیا میں، کوئی افریقہ کے ممالک میں بنیادی طور پر دیکھنا یہ ہے کہ یہ لوگ شریر اور خبیث فطرت کے ہیں یا سعید فطرت اور انجان اور سادے لوگ ہیں، لاعلم ہیں بیچارے اور طبیعت میں ایک شرافت ہے جس کی وجہ سے جو کچھ مانتے ہیں اس کی راہ میں، اس ایمان کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کا مباہلے کے نتیجے میں ضائع ہو جانا یہ ہمارے لئے فائدہ مند نہیں بلکہ

نقصان ہے کیونکہ یہ مستقبل کے احمدی ہیں دراصل جن کو ہم اپنے ہاتھ سے ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ بعض دفعہ دیکھا نہیں آپ نے کہ دنیاوی جنگوں میں مقابل پہ صف آرائیاں جب ہوتی ہیں تو بعض اچھے اچھے لوگ بھی مارے جاتے ہیں لیکن جب فتح ہو جاتی ہے ایک فوج کو تو مقابل میں سے ایسے ایسے اچھے سپاہی بھی نکلتے ہیں جو آئندہ کے لئے اسی ملک کی حفاظت میں جس کو فتح کرنے آئے تھے اپنی جان پیش کر دیتے ہیں۔ تو روحانی مقابلے میں تو ایسے لوگوں کی زیادہ اہمیت ہے۔ اس لئے ان کو تو باقاعدہ مل کر صورتحال ان پر واضح کرنی چاہئے، ان کو بعض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کے لئے دینی چاہئیں اور کہنا چاہئے کہ آپ مزید غور کر لیں اور ہم درخواست کرتے ہیں کہ پورے غور کے بعد پھر فیصلہ کریں اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں، یہ تحریر دینے کے لئے تیار ہیں کہ اتنی مدت کے بعد اگر آپ نے پھر یہ فیصلہ کیا تو ہمیں منظور ہے یعنی ہم مباہلے سے بھاگ نہیں رہے۔

جہاں تک چھوٹی سطح پر ایسی کوششوں کا تعلق ہے ایک مثال میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جاپان سے ایک احمدی نوجوان نے خط لکھا کہ یہاں ایک دوست ہیں ویسے بڑے شریف آدمی ہیں لیکن مباہلے کے معاملے میں وہ ایسا بھڑکے ہیں، انہوں نے کہا کہ بس مجھے منظور ہے اور مجھے کوئی کسی شرط کی ضرورت نہیں، میرے سے دستخط کرواؤ اور یہ لے جاؤ اور واپس بھیج دو۔ وہ کہتے ہیں ویسے چونکہ یہ شریف آدمی تھے، اچھے اخلاق والے تھے میں نے ان کو بہت سمجھانے کی کوشش کی بار بار کہا کہ میاں! بس کرو مجھے پتا ہے کہ یہ معاملہ سنجیدہ ہے تم مارے جاؤ گے، تمہیں نقصان پہنچے گا۔ انہوں نے کہا جی! مجھے پتا ہے جو کچھ میں نے کہا ہے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ میں تمہاری بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ کہتے ہیں میں پھر گیا پھر اس کا یہی جواب آخر اس نے مجھے کہا کہ تم سال کے بعد بھی آؤ گے تو میرا یہی جواب ہوگا۔ انہوں نے پوچھا اچھا پھر بتاؤ تم کیا چاہتے ہو تمہارے نزدیک کیا نشان ہے سچائی کا۔ انہوں نے کہا میرے نزدیک سچائی کا نشان یہ ہے کہ ایک سال کے اندر اندر میں مر جاؤں تو احمدیت سچی اور میں جھوٹا۔ اس صورت میں وصیت کر جاؤں گا اپنی اولاد کے نام کے وہ سارے احمدی ہو جائیں اور دوسرا یہ ہے کہ میرا جو کاروبار ہے تمہیں پتا ہے اچھا چمک رہا ہے اس کو کوئی ایسا ناگہانی نقصان ہو عام روزمرہ کا نقصان نہیں، جس سے مجھے پتا لگے کہ ہاں یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی نشان ہے۔ تو اس احمدی نوجوان نے کہا اچھا پھر جو تم کہتے ہو اس طرح منظور اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج

کے بعد پھر مباہلہ شروع۔ اس واقعہ کے دو ماہ کے اندر اندر اس کے گودام میں بہت بڑی چوری ہوئی جو جاپان کے اندر ایک غیر معمولی واقعہ ہے اور ایک لاکھ ڈالر سے زائد کے قیمتی قالینوں کا نقصان ہو گیا۔ ہمیں اس کے نقصان پر ہمدردی ضرور ہے لیکن یہ وہ نشان تھا جو اس نے خود اپنے منہ سے طلب کیا تھا۔

اب وہ صاحب کیا ردعمل دکھاتے ہیں یہ ہے وہ اصل چیز جو فیصلہ کرے گی کہ مباہلہ سودمند تھا یا ایک شخص کا ضیاع ہو گیا ہے۔ اس لئے میں بار بار یہ توجہ دلاتا ہوں کہ ایسے نشانات انفرادی طور پر بھی خدا جگہ جگہ دکھا رہا ہے اور ہم ان کو اکٹھا کر رہے ہیں لیکن اصل دعا پھر یہی ہونی چاہئے کہ اے خدا! بالآخر ہم تجھ سے ہدایت کی التجا کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ان لوگوں کو دلوں کی روشنی نصیب کر۔ اگر ظاہری کچھ نقصان ہو گیا ہے تو کم سے کم دینی فائدہ ہی پہنچ جائے۔

ایسے لوگوں کو سمجھانے کے بعد اگر وہ انکار کرتے رہیں تو پھر جو شرطیں ہیں وہ ان سے با قاعدہ پھر منوانی چاہئیں کیونکہ مباہلہ اگر انفرادی طور پر بھی ہو تو یہ مقصد نہیں ہے کہ ایک شخص کو انفرادی طور پر خاموشی سے خدا پکڑ لے۔ اس کی مرضی ہے بعض دفعہ پکڑ بھی لیتا ہے۔ مباہلے کا مقصد دوسروں کے لئے ہدایت ہے۔ دوسروں کے لئے نشان نے گواہ بننا ہے۔ اس لئے ہم نے اس کے اعلان یہ میں شرط رکھی ہوئی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہمیشہ یہ شرط رکھا کرتے تھے کہ ایسے مباہلے کا اخبارات میں اعلان ہونا چاہئے۔ چنانچہ ایسے صاحب کو پھر کہنا چاہئے کہ اس شرط کو پورا کرو اور دوسرے یہ وضاحت اس سے طلب کرنی چاہئے کہ ان دو مباہلوں میں سے تم کون سا قبول کر رہے ہو۔ ایک مباہلے کا وہ چیلنج ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے الفاظ میں دیا جو ہمیشہ کے لئے جاری چیلنج ہے اور اس کے متعلق میں نے بتایا تھا کہ ہم نمائندہ ہیں آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور جو بھی جھوٹوں پر بلائیں پڑا کرتی ہیں ہم اس کے لئے اپنی جان کو پیش کرتے ہیں اگر **نعوذ باللہ من ذالک** ہم جھوٹے ہیں۔ اس چیلنج میں یہ بھی ذکر ہے کہ اس کتاب کو پڑھ لو اور وہ حقیقۃ الوحی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لئے اس شرط کو داخل فرمایا تا کہ اس کتاب کو دیکھ کر ایک آدمی جس کے اندر سعادت ہے اس کی آنکھیں کھل سکتی ہیں تو کھل جائیں اور خواہ مخواہ ضائع نہ ہو۔

تو یہ شرط پیش کرنی چاہئے اور سمجھانا چاہئے کہ آپ یہ کتاب پڑھ لیں اگر وہ انکار کرتا ہے اور

کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں یہ کتاب جھوٹی ہے مجھے پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں تو پھر اس کو کہیں کہ یہ لکھ دو پھر کہ میں نے اس شرط کو پڑھا تھا میں اس شرط کو رد کرتا ہوں اور اس کو نہ پڑھنے کے باوجود میں اسے جھوٹا اور غلط مواد سمجھتے ہوئے پڑھنے کے قابل بھی نہیں سمجھتا اور پھر میں قبول کرتا ہوں پھر ان باتوں کا اعلان ہو جانا چاہئے تا کہ پھر دنیا گواہ بنے۔

ایک صاحب ہیں چنیوٹ کے مولوی جو اپنی بدکلامی اور سفلہ پن میں اکثر مولویوں پر سبقت لے گئے ہیں اور جو بازاری مولوی کا تصور کسی انسان کے ذہن میں ہوتا ہے یہ اس تصور پر خوب پورا اترتے ہیں اور تعلّی کرنا اور جگہ جگہ عجیب وغریب قسم کے تماشے دکھا کر اپنی فتح کے ڈھنڈورے خود پیٹنا یہ ان کا پرانا شیوہ ہے۔ مباہلے کے میدان میں یہ بڑی دیر سے اپنی دانست سے اترے ہوئے ہیں اور تقریباً ہر سال ربوہ اور چنیوٹ کے درمیان جو چناب دریا ہے اس کی دوشاخوں کے درمیان ایک جزیرہ سا بنا ہوا ہے وہاں یہ اپنے چند مریدوں کو لے کے آتے ہیں اور اعلان کر دیتے ہیں کہ دیکھو مقابلے پر وہ میرے نہیں آیا اس لئے امام جماعت احمدیہ جو پہلے ہوتے رہے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی یا خلیفۃ المسیح الثالث ان کے متعلق پہلے اعلان کیا کرتے تھے وہ میرے مقابل پر نہیں آیا اس لئے جھوٹا ہے اور بھاگ گیا ہے۔ پھر میرے متعلق یہ اعلان کرتے رہے۔ اب جب میں نے ان کو مباہلے کا چیلنج دیا ہے تو ایک دفعہ پھر یہ وہاں آئے اور یہی اعلان کیا اور ساتھ ہی دوغلے پن کا یہ حال ہے ایک طرف یہ اعلان کرتے ہیں کہ مباہلہ قبول کرنے سے بھاگ گیا، دوسری طرف یہ اعلان کرتے ہیں کہ وہ جو پہلے فوت ہوئے ہیں وہ ان کے مباہلے کی دعا سے فوت ہوئے ہیں۔ بھاگنے کے باوجود وہ **نعوذ باللہ من ذالک** ان کے نزدیک ذلیل و رسوا ہوئے اور جتنے سال بعد بھی فوت ہوئے وہ انہی کی دعا سے فوت ہوئے۔ اب خدا کی تقدیر نے ان کو گھیر کر ایک ایسی جگہ کھڑا کر دیا ہے جہاں سے کسی قیمت پر اب یہ نکل نہیں سکتے اور ان سے ایک ایسا اعلان کروا دیا ہے جیسا اعلان لیکھرام نے کیا تھا اپنے زمانے میں اور جب میں نے یہ اعلان پڑھا اسی وقت میں نے اطمینان کا سانس لیا کہ الحمد للہ کے ایسا شخص جو ہر جگہ فرار کی راہ ڈھونڈتا اور ادھر سے ادھر بھاگتا اور اپنے شیطانی کرتب دکھاتا ہے خدا کی تقدیر نے آخر اس کو گھیر لیا ہے۔ **وہ اعلان انہوں نے یہ کیا ہے کہ اگلے سال پندرہ ستمبر تک میں تو ہوں گا قادیانی جماعت زندہ نہیں رہے گی۔** منظور چنیوٹی روزنامہ

جنگ لندن 88-10-21 کو یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ یہ اسی قسم کا اعلان ہے جیسے لیکھرام نے یہ اعلان کیا تھا کہ تین سال کے اندر اندر احمدیت دنیا سے تو نابود ہونی ہی ہے قادیان سے بھی نابود ہو جائے اور کوئی نام لیوا مرزا غلام احمد کا باقی نہیں رہے گا۔ کوئی ان سے پوچھیں گے تو ان کو خبر بھی نہیں ہوگی کہ یہ کن کی باتیں کر رہے ہیں۔ جب میں نے یہ لیکھرام کی کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ بات دیکھی تھی تو مجھے یہ سمجھ آئی بڑی وضاحت کے ساتھ کہ کیوں اس کے عرصہ امتحان کو لمبا کیا گیا تھا۔ تین سال کی بجائے چھ سال کی پیشگوئی میں حکمت کیا تھی۔ اس لئے کہ وہ تین سال زندہ رہے اپنی ناکامی اور رسوائی اور ذلت کو آنکھوں سے دیکھ لے اور جان لے کہ وہ جھوٹا ثابت ہو چکا ہے پر ذلت اور رسوائی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو۔

اب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے نتیجے میں منظور چنیوٹی صاحب کے ساتھ بھی خدا یہی سلوک کرے گا کیونکہ جب تک خدا تعالیٰ واضح طور پر کسی بات کی خبر نہ دے محض ایک سابقہ واقعہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے قطعی نتیجہ نکالنا درست نہیں اور تقویٰ کے خلاف ہے لیکن یہ مجھے یقین ہے اور یہ آپ سب کو یقین ہے اس میں کوئی احمدی بھی اس یقین سے باہر نہیں کہ یہ مولوی اب لازماً اپنی ذلت اور رسوائی کو پہنچنے والا ہے۔ کوئی دنیا کی طاقت اس کو اب اس ذلت اور رسوائی سے بچا نہیں سکتی جو خدا تعالیٰ مباہلہ میں جھوٹ بولنے والے باغیوں کے لئے مقدر کر چکا ہے اور لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (آل عمران:۶۲) کے اثر سے اور اس کی پکڑ سے اب کوئی دنیا کی طاقت اسے بچا نہیں سکتی۔ پس انشاء اللہ ستمبر آئے گا اور ہم دیکھیں گے کہ احمدیت نہ صرف زندہ ہے بلکہ زندہ تر ہے، ہر زندگی کے میدان میں پہلے سے بڑھ کر زندہ ہو چکی ہے۔ ایک ملک ایسا نہیں مولوی منظور چنیوٹی اگر زندہ رہا تو اس کو دکھائی دے گا جس میں احمدیت مرگئی ہو اور کثرت سے ایسے ملک دکھائی دیں گے جہاں احمدیت از سرِ نو زندہ ہوئی ہے یا احمدیت نئی شان کے ساتھ داخل ہوئی ہے اور کثرت کے ساتھ مُردوں کو زندہ کر رہی ہے۔

پس ایک وہ اعلان ہے جو منظور چنیوٹی نے کیا تھا، ایک یہ اعلان ہے جو میں آج آپ کے سامنے کر رہا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے خدا کی خدائی میں یہ بات ممکن نہیں ہے کہ منظور چنیوٹی سچا ثابت ہو اور میں جھوٹا نکلوں۔ منظور چنیوٹی جن خیالات کا اور

عقائد کا قائل ہے وہ سچے ثابت ہوں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو عقائد ہمیں عطا فرمائے ہیں آپ اور میں جن کے علم بردار ہیں یہ عقائد جھوٹے ثابت ہوں۔ اس لئے یہ شخص بڑی شوخیاں دکھاتا رہا اور جگہ جگہ بھاگتا رہا اب اس کے فرار کی کوئی راہ اس کے کام نہیں آئے گی اور خدا کی تقدیر اس کے فرار کی ہر راہ بند کر دے گی اور اس کی ذلت اور رسوائی دیکھنا آپ کے مقدر میں لکھا گیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔